اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۱۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

458

THE ALFAZL
QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ...

الفضل

قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۰۳	مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۲۵ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۴۳ھ	جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۳ مارچ کی رات کو دار الامان میں تشریف لے آئے۔

۱۳ مارچ کو خطبہ جمعہ جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا جس میں جماعت کو تبلیغ احمدیت کی طرف توجہ دلائی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب تبلیغی دورہ سے اور جناب ذوالفقار علی خان صاحب لاہور سے واپس آگئے ہیں۔

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب گوجرہ تشریف لے گئے ہیں

جناب چودہری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر دعوت و تبلیغ بغرض شمولیت جلسہ انجمن خدام المسلمین جھنگ تشریف لے گئے ہیں جلسہ ۱۸ تا ۲۰ مارچ ہوگا۔

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے جلسہ میں شمولیت کیلئے تشریف لے گئے تھے واپس آگئے ہیں

گوہر مقصود

(نظم)

از جناب سید عبدالمجید صاحب امیر جماعت احمدیہ و جج چیفکورٹ۔ کپورتھلہ

(مرسلہ خاکسار محمد احمد)

کیوں کہتے ہو کہ جوہر قابل نہیں رہا — کیوں کہتے ہو کہ بندۂ کامل نہیں رہا

کیوں کہتے ہو کہ بند ہوئیں ہم کلامیاں — کیا اب خدا کلام کے قابل نہیں رہا

کہتے ہو کیوں کہ ہے یہ گلستاں خزاں زدہ — کہتے ہو کیوں کہ شورِ عنا دل نہیں رہا

کہتے ہو کیوں کہ ختم ہوئی داستانِ عشق — کہتے ہو کیوں کہ لیلا و محمل نہیں رہا

خالق وہی ہے اور ہے مخلوق بھی وہی — دونو کو جو کہ دیکھ سکے دل نہیں رہا

جس کو مسیح سا ملے غمخوار پھر کوئی — خوش قسمتی میں اس کا مقابل نہیں رہا

اس کی نگہ سے کٹ گئیں بیماریاں سبھی — دل پائے بندِ طوق و سلاسل نہیں رہا

محبوب وہ ملا جو خدا کا حبیب ہے
ہم بحرِ احدیت میں ہوئے جب کہ غوطہ زن
وہ کیا ملے کہ گوہرِ مقصود مل گیا،
جس ہاتھ پر ہے ہاتھ خدا کا وہ ہے یہیں
تسلیم کیجئے ہے اسی میں سلامتی
کہتا ہوں میں بھلے کی تمہارے بھلے میں ہوں
شکر و رضا و قربِ خدا نفسِ مطمئن،
خالق کو جس نے پایا نہیں اس جہان میں
ہے ابتدا اسی کی ہی اک اچھی انتہا

دل اب کسی کے حسن کا قائل نہیں رہا
دل میں خیالِ منزل و ساحل نہیں رہا
اب دل اسیرِ دعوئے باطل نہیں رہا
دیکھے وہ جو خدا کا بھی قائل نہیں رہا
اب وقت پیش و پس کا بھی غافل نہیں رہا
کیوں اعتبار مجھ پہ مرے دل نہیں رہا
کیا کیا ملیگا اور تمہیں کیا مل نہیں رہا
مخلوق سے وہ اُنس کے قابل نہیں رہا
جو دل مآلِ کار سے غافل نہیں رہا

کابل میں احمدیوں پر مظالم کا سلسلہ

ایک تازہ خبر کے متعلق اعلان

کابل کی اس خبر کے متعلق جس کا ذکر گذشتہ پرچہ میں کیا گیا ہے۔ حسب ذیل تار پریس کو دیا گیا ہے :-

"ایسوسی ایٹڈ پریس کا ایک تازہ تار جو کہ اخبار پاؤنیر کے ایک نوٹ پر مبنی ہے۔ مشعر ہے کہ دو اور اشخاص کابل میں احمدیت کے الزام میں گرفتار کئے گئے۔ انہیں سے ایک نے عدالت کو اس بات کی تسلی کرا دی۔ کہ میں احمدی نہیں ہوں۔ اسلئے وہ بری کیا گیا۔ اور دوسرے نے اس بات کا اظہار کیا کہ میں احمدیت سے توبہ کرتا ہوں۔ اس کے متعلق یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ جیسا کہ ہماری کابل کی اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے۔ افغانستان کی گورنمنٹ نے بعض ایسے غیر احمدیوں کو بھی گرفتار کیا ہوا ہے۔ جو احمدیوں کے قریبی رشتہ دار تھے یا سلسلہ احمدیہ کے ساتھ ہمدردی رکھتے تھے۔ اگر کسی نے اپنے تائب ہونے کا اعلان کیا ہے۔ تو غالباً وہ انہی آدمیوں میں سے ہو گا۔ یہ بہت اغلب ہے کہ اس نے یہ دیکھ کر کہ احمدیوں کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے وہ اس الزام سے اپنے آپ کو آسانی سے بری نہیں کر سکتا تو اس نے اپنی جان بچانے کے لئے یہی کہہ دیا ہو کہ میں احمدیت سے توبہ کرتا ہوں ان حالات کے ماتحت جب تک کہ اس شخص کا نام اور مقام نامعلوم ہو۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ درحقیقت احمدی تھا اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ تار سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کابل میں احمدیوں پر ظلم اب بھی جاری ہے۔ اور وہ یہ کہ اپنے تعصب کی وجہ سے اندھے ہو کر افغانی حکام بعض غیر احمدیوں کو بھی احمدیت کے شبہ پر گرفتار کر رہے ہیں جیسا کہ دوسرے ملزم کی بریت صاف طور پر ثابت کرتی ہے"

ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ۔ قادیان

ایک لاکھ چندہ کی تحریک کے متعلق ضروری ہدایات

اس تحریک کے متعلق جناب مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال نے ایک تازہ اعلان شائع کیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے :-

بیت المال کی روزانہ رپورٹیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور پیش کی جا رہی ہیں۔ اس لئے یہ خاص موقع ہے کہ احباب کے وعدوں اور چندہ کی رقوم کی فہرستیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور پیش ہو جاتی ہیں۔ اور حضور اپنے خدام کے اخلاص اور قربانیوں کو توجہ کے ساتھ ملاحظہ فرماتے اور بعض پر اظہار رائے بھی فرماتے ہیں...... پس یہ وقت خاص ہے بہت کم ایسا موقعہ ملتا ہے۔ ایک تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ خاص طور پر ہر نماز میں دعائیں فرما رہے ہیں۔ اور دوسرے وعدے کرنے اور چندہ دینے والوں کی فہرستیں بھی پیش کی جا رہی ہیں ❊

چندہ خاص کے ساتھ رپورٹوں میں معمولی چندہ کا بھی ذکر آ جاتا ہے۔ غرض ان ایام میں جو دوست کوشش کر کے چندہ بھیجتے ہیں ان کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خاص دعاؤں میں حصہ مل سکتا ہے۔ جو دوسرے موقعہ پر بہت مشکل ہوتا ہے۔ چندہ خاص کے وعدوں کی فہرستیں اور پہلی قسط کا روپیہ ۱۵ مارچ تک پہنچا دینا ہر جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ چندہ خاص کے متعلق مجھے زیادہ کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے خود ابھی ابھی اپیل کی ہے۔ جو آپ لوگ خود پڑھتے یا دوسروں سے سنتے ہونگے۔ اور جس کی نسبت مجھے یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ جن جن جماعتوں سے اب تک جوابات نہیں آئے۔ اور جن کا خاص طور پر انتظار اسوقت کیا جا رہا ہے۔ وہ اپنی جدوجہد اور ایثار کا کم ثبوت نہیں دینگے۔ بلکہ بہت جلد ان کی فہرستیں بھی امید سے بڑھکر قربانی و ایثار دئیے ہوئے پہنچ جائینگی۔ مگر میں احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے نہایت اہم حکم کو اسوقت ضرور یاد دلانا چاہتا ہوں۔ جس کو موجودہ اپیل کی سرگرمی میں بہت ممکن ہے۔ کہ دوست پوری اہمیت دینے میں کوتاہی کر دیں وہ یہ ہے۔ کہ مستقل اور معمولی چندے کسی حالت میں پیچھے نہ ڈالے جائیں۔ ان کی معمولی ترقی میں کمی نہ ہونے پائے۔ اور ان کے بقائے نہ بڑھائے جائیں۔ کیونکہ خاص چندے خاص کاموں کے لئے ہوتے ہیں۔ ان سے معمولی روزانہ اور ہر وقت کی ضروریات پوری نہیں ہوتی ہیں۔ پس جو دوست اپنے معمولی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے مقرر کئے ہوئے چندہ کی ادائگی میں کسی قسم کا فرق ڈالکر چندہ خاص میں حصہ لیتے ہیں۔ وہ پورا حق ادا نہیں کرتے۔

اس ششماہی کی رپورٹ میں جو ۳۱ مارچ کو ختم ہوتی ہے۔ کچھ خصوصیت ہے۔ جو سہ ماہی رپورٹ میں نہ تھی۔ اول تو ان دنوں میں حضور خاص طور پر چندہ کی وصولی پر رپورٹیں ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور دعاؤں میں مشغول ہیں اور دوسرے یہ رپورٹ یقیناً مجلس مشاورت سے پہلے طیار ہو چکے گی۔ اور تمام جماعتوں کے نمائندے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور ایک ساتھ پیش ہونگے۔ پس ایسے وقت میں جماعتوں کے بقایوں کے ذکر سے آپ خود خیال فرمالیں۔ کہ میں کس قدر بچنا چاہتا ہوں مگر یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ احباب اپنے بقائے ۳۱ مارچ تک قادیان پہنچا دیں۔ ورنہ یہ خیال کہ مشاورت میں آتے ہوئے چندے بھی ہمراہ لیکر آئینگے۔ اُن کے لئے مفید نہ ہو گا۔ جس طرح ۳۰ دسمبر کے بعد آئی ہوئی رقم سال کے حساب میں نہیں آ سکتی۔ اسی طرح ۳۱ مارچ کے بعد کی آئی ہوئی رقم ششماہی رپورٹ میں شامل نہیں ہو سکتی ہے۔

اعلان نکاح

مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۵ء بعد از نماز عشاء چودہری حسن محمد صاحب وڑائچ موضع چکریاں ضلع گوجرات کا نکاح امینہ بی بی ہمشیرہ منشی عبد الکریم چوہان سکنہ فتحپور ضلع گوجرات کے ساتھ پانچسو روپیہ مہر پر مرزا محمد حسین صاحب احمدی کارکن جماعت احمدیہ فتحپور ضلع گوجرات نے پڑھا۔ خدا بابرکت کرے

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

الفضل

قادیان دار الامان ۔ ۷ ؍ مارچ ۱۹۲۵ء

کابل میں احمدیوں کی سنگساری

جناب گاندھی جی اور مسٹر ظفر علی خان

جناب گاندھی جی نے بحیثیت صدر آل انڈیا نیشنل کانگریس کابل کی سنگساری کے متعلق جو اظہار رائے کیا تھا۔ وہ "الفضل" کے ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں انہوں نے جہاں واقعہ سنگساری کے خلاف اپنی طرف سے نفرت وحقارت ظاہر کی تھی۔ وہاں یہ بھی لکھا تھا:۔

"میرا خیال ہے۔ سنگساری کی سزا کی قرآن میں خاص حالات میں اجازت ہے"

اگرچہ ان الفاظ کی انہوں نے اب یہ تشریح کر دی ہے کہ:۔

"میں نے قرآن مجید کی تعلیم پر مخاصمانہ یا موافقانہ نکتہ چینی نہیں کی ہے۔ بلکہ میں نے ان مفسران قرآن پر جو کہ سنگساری کی سزا کی قرآن مجید سے تائید نکالتے ہیں رائے زنی کی ہے" (ینگ ۵ مارچ)

تاہم ان الفاظ کا بظاہر جو مطلب نکلتا تھا۔ وہ یہ تھا کہ جناب گاندھی جی کے نزدیک قرآن کریم میں ارتداد کی سزا قتل پائی جاتی ہے۔ چونکہ یہ بات قطعاً نادرست تھی کہ قرآن کریم میں ارتداد کی سزا سنگساری ہے۔ اس لئے الفضل میں اس کی تردید اسی وقت کر دی گئی۔ اور بتا دیا گیا کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس لئے نہ صرف قرآن کریم میں سنگساری کی سزا کا کوئی حکم نہیں۔ بلکہ اور بھی کوئی ایسا حکم نہیں۔ جسے عقل اور فطرت کے خلاف قرار دیا جا سکے۔

جناب گاندھی جی کی قرآن کریم کے متعلق اس غلط فہمی کا جس کی انہوں نے بعد میں خود ہی تصحیح کر دی ہے۔ یہی حقیقی اور درست جواب تھا۔ لیکن مخالفین احمدیت کا وہ طبقہ جو ہمارے خلاف ہر ناجائز بات کو جائز قرار دینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور اسے ہرگز اس بات کی پروا نہیں ہوتی۔ کہ ان کی اس قسم کی حرکات سے اسلام دنیا کی نظروں میں کس قدر ذلیل اور حقیر ہوتا ہے۔ اس کی ترجمانی کا حق ادا کرنے کے لئے جناب ظفر علیخان صاحب مالک اخبار "زمیندار" جو قبل ازیں متعدد مرتبہ احمدیت کی مخالفت کر کے خدا تعالیٰ کی گرفت کا مزا چکھ چکے ہیں جناب گاندھی جی کے سر ہو گئے۔ اس لئے نہیں۔ کہ انہوں نے ایک ایسی بات کو کیوں قرآن کریم کی طرف منسوب کیا۔ جو قرآن کریم میں نہیں پائی جاتی۔ اور پھر اس کی بنا پر یہ رائے کیوں ظاہر کی۔ کہ اس ظالمانہ سزا کو اس لئے جائز نہیں قرار دیا جا سکتا کہ اس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ چونکہ یہ عقل و دانش کے خلاف ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں ہونے کے باوجود نا قابل تسلیم ہے۔ گویا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ قرآن کریم خلاف عقل و دانش باتیں پیش کرتا ہے۔ بلکہ انہوں نے اس بنا پر مخالفت کرنی ضروری سمجھی۔ کہ انہوں نے یہ کیوں لکھا کہ:۔

"عقل و دانش کے اس دور میں اگر کسی مذہب کی طرف سے یہ مطالبہ پیش ہو گا۔ کہ اس کا کوئی اصول موضوعہ عالمگیر حیثیت سے تسلیم کر لیا جائے۔ تو پہلے اسے عقل کی حق وباطل کو پرکھنے والی کسوٹی پر کسے جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا پڑیگا" (زمیندار ۹ مارچ ۲۵ء)

جناب ظفر علیخان صاحب کو چاہیئے تو یہ تھا کہ جناب گاندھی جی نے قرآن کریم کی طرف جس بات کو منسوب کیا تھا۔ یا تو اسکے متعلق یہ کہتے کہ قرآن کریم میں وہ قطعاً نہیں ہے۔ اور اسلام اسے ہرگز جائز قرار نہیں دیتا۔ یا پھر یہ تسلیم کر کے کہ قرآن کریم میں اسے جائز قرار دیا گیا ہے۔ اسے عقل و دانش کے مطابق ثابت کرتے۔ لیکن ان دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی اختیار نہ کرتے ہوئے انہوں نے اس امر پر غیظ وغضب کا اظہار شروع کر دیا۔ کہ جناب گاندھی جی نے یہ کیوں لکھا ہے کہ سنگساری کی سزا کو محض اس بنا پر جائز نہیں قرار دیا جا سکتا کہ اس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ جبکہ یہ عقل و دانش کی کسوٹی پر پرکھی جا کر درست ثابت نہیں ہوتی۔

چنانچہ انہوں نے جناب گاندھی جی کی مندرجہ بالا تحریر کے متعلق انہیں مخاطب کر کے لکھا:۔

"قرآن مجید کو اپنے انداز پر اپنے معتقدین کی ہدایت کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ اور آپ نے اس حق کے خلاف آواز بلند کر کے اپنے کروڑوں مسلمان عقیدتمندوں کے اس عقیدہ کو متزلزل کر دیا ہے کہ آپ میں ان کی راہنمائی کی قابلیت موجود ہے" (ینگ ۵ مارچ ۲۵ء)

ان الفاظ کا مطلب صاف ہے کہ جناب گاندھی جی نے جو یہ لکھا۔ کہ جو مذہب اپنے کسی اصل کو دنیا سے صحیح تسلیم کرانا چاہتا ہے۔ اسے عقل و دانش کی کسوٹی پر پرکھنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا پڑیگا۔ اسے جناب ظفر علی خان صاحب قرآن کریم کے متعلق تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ ان کے نزدیک قرآن مجید کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے انداز پر اپنے معتقدین کی راہنمائی کرے۔ اور کوئی شخص اس حق میں دخل نہیں دے سکتا۔ گویا نہ تو قرآن کریم عقل و دانش کی کسوٹی پر پرکھنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر سکتا ہے۔ اور نہ کسی کو حق ہے کہ اس کے متعلق یہ مطالبہ کرے۔

یہ بات جناب ظفر علی خان صاحب اور ان کے ہمخیال مسلمانوں کے لئے قابل فخر اور اسلام کی صداقت اور حقانیت کا ثبوت ہو۔ تو ہو۔ ورنہ کوئی سمجھدار اور عقلمند انسان ایک لمحہ کے لئے بھی خدا تعالیٰ کے اس مقدس صحیفہ کے متعلق یہ خیال کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ جس میں بار بار عقل و دانش اور غور و تدبّر سے کام لینے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اور پے در پے مخالفین اسلام کو افلا تعقلون اور افلا یتدبرون کہہ کر عقل و تدبّر کی کسوٹی پر احکام قرآنی کو پرکھنے کی دعوت دی گئی ہے۔ پھر یہی نہیں۔ بلکہ مخالفین اسلام کو اسلامی احکام قبول نہ کرنے اور ان کی مخالفت پر کھڑے ہونے کے باعث کئی جگہ قوم لا یعقلون یعنی عقل و فکر سے کام نہ لینے والی قوم قرار دیا گیا ہے۔ اگر قرآن کریم کے احکام ایسے تھے۔ جو عقل و تدبّر کی کسوٹی پر پرکھے جانے کے قابل ہی نہ تھے۔ تو مخالفین کو اس امر کی دعوت کیوں دی جاتی تھی۔ اور کیوں انہیں عقل سے کام نہ لینے والے قرار دیا جاتا۔ پھر قرآن کریم میں کہیں اس بات کا اشارہ تک نہیں پایا جاتا کہ اسے اپنے انداز پر اپنے متبعین کی راہ نمائی کا پورا حق حاصل ہے۔ اور کوئی شخص قرآنی احکام کو عقل و دانش کی کسوٹی پر پرکھنے کا مطالبہ کر کے اس حق کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتا۔ مگر جناب ظفر علی خان صاحب آج "اسلام کی حلقہ بگوشی کے فرائض" کی بجا آوری اسی میں سمجھ رہے ہیں۔ کہ قرآن کریم کو عقل و تدبّر کے خلاف قرار دیں۔

جناب ظفر علی خان صاحب نے ایک طرف یہ کہہ کر اور دوسری طرف جناب گاندھی جی کو یہ دھمکی دے کر کہ:۔

"آپ نے اس حق کے خلاف آواز بلند کر کے اپنے کروڑوں مسلمان عقیدتمندوں کے اس عقیدہ کو متزلزل کر دیا ہے۔ کہ آپ میں ان کی راہ نمائی کی قابلیت موجود ہے"

چاہا تھا کہ انہیں آیندہ اس بارے میں کچھ کہنے سے روک دیں مگر انہوں نے اس کی کچھ پروا نہ کرتے ہوئے جہاں جناب ظفر علی خان صاحب کو یہ منہ توڑ اور بالکل صحیح جواب دیا کہ:۔

"ہمارے پاس سوائے اسکے اور کوئی کسوٹی نہیں ہے کہ ہم دلیل سے دیکھیں کہ کس بات کو ہم الہام ہی

بھی کریں اور کسے نہ کریں۔ ابتدائی میں جن مسلمانوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ انہوں نے اسے یہ سُن کر قبول نہیں کیا تھا کہ یہ خدا کی جانب سے نازل ہوا ہے۔ بلکہ اسلئے قبول کیا تہا۔ کہ اس مذہب نے ان کی دلائل عقلیہ کو اپیل کیا تھا"۔

وہاں یہ بھی لکھا کہ:۔

"مولانا کے بیان نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اسلام کے متعلق ایک غیر مسلم کی رائے زنی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مَیں انہیں بتلانا چاہتا ہوں کہ رائے زنی کی عدم برداشت خواہ وہ کسی ایسی چیز کے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔ جسے جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھا جاتا ہو۔ متحدہ پبلک زندگی کی نشو ونما اور بالیدگی کے لئے مفید نہیں ہے۔ خواہ اسلام میں دلائل کو کوئی دخل نہ بھی ہو۔ تو بھی اسے نکتہ چینی سے یقیناً خائف نہیں ہونا چاہیئے۔ اس لئے میں اپنی نکتہ چینی کی روشنی میں مولانا کو یہ مشورہ دیتا ہوں۔ کہ سنگساری کے جن واقعات کی کابل سے اطلاع ملی ہے۔ ان کے نتائج کو واضح کرنے کی سعی کریں"۔

(ینگ انڈیا ۱۸ مارچ ۱۹۲۵ء)

ظفر علی خان صاحب نے جناب گاندھی جی کے اعلان کے متعلق جو معیوب اور غلط طریق اختیار کیا تھا۔ اور جس رنگ میں سنگساری کے خلاف ان کے الفاظ پر پردہ ڈالنا چاہا تھا۔ اس کا لازمی اثر یہی ہونا چاہیئے تھا۔ کہ جناب گاندھی ان کے متعلق یہ خیال کریں۔ کہ وہ اسلام کے متعلق ایک غیر مسلم کی رائے زنی کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور پھر اس سے یہ نتیجہ نکالیں کہ "اسلام میں دلائل کو کوئی دخل نہیں" مگر ہم جناب گاندھی جی کی خدمت میں یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر جناب ظفر علی خان صاحب یا ان کے ہمخیال لوگوں میں اسلام کے متعلق کسی غیر مسلم کی رائے زنی کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔ تو اس کا صرف یہ مطلب ہے۔ کہ چونکہ ایسے لوگ خود اسلام کی حقیقی تعلیم اور اصل منشاء سے بالکل بے بہرہ اور ناواقف ہیں۔ اور ان میں قطعاً یہ قابلیت نہیں ہے۔ کہ اسلام کے متعلق کسی غیر مسلم کی نکتہ چینی کو سُنکر اس کو معقول اور مدلّل طریق سے رد کر کے اسلام کی صداقت اور فضیلت کا ثبوت دے سکیں۔ اس لئے وہ اس بارے میں عدم برداشت کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر اس سے ہرگز یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے کہ اسلام میں دلائل کو دخل نہیں۔ جناب گاندھی جی خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ "ابتدائی میں جن مسلمانوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ انہوں نے اس لئے قبول کیا تھا۔ کہ اس کی صداقت ان پر دلائل عقلیہ کے رُو سے ثابت ہو گئی تھی"۔ اگر اسلام میں دلائل کو دخل ہی نہ ہوتا۔ تو وہ لوگوں کے دلائل عقلیہ کو اپیل کس طرح کرتا۔ اور اُسے کوئی شخص ماننے کے لئے تیار کیونکر ہوتا۔

ہاں یہ بالکل صحیح ہے کہ وہ مسلمان جو اسوقت صرف نام کے مُسلمان ہیں۔ اور جنہوں نے اسلام کی صحیح تعلیم سے ناواقف ہونے کی وجہ سے غلط عقائد گھڑ لئے ہیں۔ ان کے پاس اپنے نادرست عقائد کے متعلق ایسے دلائل نہیں ہیں۔ جو کسی معقول پسند انسان کی عقل و دانش کو اپیل کر سکیں۔ اور وہ اپنے ایسے عقائد سے اسلام کے لئے بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اسلام کی حقیقی تعلیم سے لوگوں کو آگاہ کرنے اور صحیح اسلامی عقائد سکھلانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور یہ آپ ہی کی قوت قدسی کا نتیجہ ہے۔ کہ آج ہم آپ کی غلامی کا شرف حاصل کر کے دنیا میں یہ اعلان کر رہے ہیں۔ اور نہ صرف اعلان کر رہے ہیں۔ بلکہ دنیا کے کونے کونے میں اس بات کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ کہ اسلام کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے۔ جو عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے خلاف ہو۔ اور دلائل عقلیہ کو اپیل کرنے والا نہ ہو۔

دُنیا جانتی ہے۔ کہ اس وقت ہمارے مبلغ کتنے پُر زور دلائل کے ساتھ مہذب ممالک میں اسلامی عقائد کو پیش کر رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا رہے ہیں۔ جو ہر ایک بات کا عقلی ثبوت طلب کرتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ان مسلمان کہلانے والوں کو دیکھ لیا جائے۔ جو کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ جن کے پاس حکومتیں اور سلطنتیں ہیں۔ جو مال و دولت کے لحاظ سے ہم سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ کہ ان کا کوئی ایک بھی ایسا مبلغ نہیں ہے۔ جو غیر مسلموں کو دعوت اسلام دے رہا ہو۔ اور یورپین ممالک میں اپنے عقائد کو دلائل عقلیہ کے ساتھ پیش کر رہا ہو۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ ان میں اپنے عقائد کو بدلائل پیش کرنے کی ہمت اور طاقت ہی نہیں ہے۔ اور اسی طاقت کے فقدان کی وجہ سے ان میں جرأت نہیں۔ کہ وہ لوگ جو بات بات کے متعلق دلائل عقلیہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ان کے سامنے اپنے اعتقادات پیش کر سکیں۔

جب یہ صورت ہے۔ تو اس میں کوئی بھی تعجب اور حیرت کی بات نہیں ہے۔ کہ جناب ظفر علی خان صاحب نے خود اپنی طرف سے اور اپنے ہمخیال لوگوں کی طرف سے جناب گاندھی جی پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ "وہ اسلام کے متعلق ایک غیر مسلم کی رائے زنی کو برداشت نہیں کر سکتے"۔ مگر خود جناب ظفر علی خان صاحب اور دوسرے مسلمانوں کو غور فرمانا چاہیئے۔ کہ کیا وہ اسلام کے متعلق یہ روش اختیار کر کے کوئی خدمت کر رہے ہیں۔ یا اسے ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ یقیناً وہ اسلام کے ساتھ سخت دشمنی کر رہے ہیں اور اپنی سخت ناعاقبت اندیشی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ جس کی انہیں قطعاً پروا نہیں ہے۔ وہ احمدیت کے خلاف اپنے کینہ اور بغض کے اظہار کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس کے لئے اگر اسلام بدنام ہوتا ہے۔ تو ہو۔ دنیا اسے غیر معقول اور دلائل عقلیہ پر پورا نہ اُترنے والا قرار دے تو دے۔ مگر یہ اپنے اس افسوسناک طرز عمل میں تبدیلی نہ کرینگے۔ ہماری تو یہی دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ دے۔ اور حقیقی اسلام پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ تا یہ نہ تو خود روز بروز دُنیا میں ذلیل و رُسوا ہوں اور نہ اسلام کے روشن اور منور چہرہ پر اپنے غلط عقائد اور شرمناک اعمال سے گرد ڈالیں۔

لنڈن میں تعمیر مسجد کی تجویز اور مسلمان

تھوڑا عرصہ ہوا۔ ایک مشہور انگریز کی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ کو تحریک کی گئی تھی کہ وہ بھی گورنمنٹ فرانس کی طرح اپنی مسلمان رعایا کی خاطر لنڈن میں ایک مسجد اور ایک اسلامی دار العلوم قائم کرنے کی طرف توجہ کرے۔ اسکے متعلق محرک صاحب نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ برطانوی پارلیمنٹ اسکے لئے پچاس ہزار پونڈ یعنی ساڑھے سات لاکھ روپیہ کے قریب اور لنڈن کے کسی مشہور حصہ میں مناسب قطعہ زمین عطا کرے۔ اور بقیہ خرچ کے لئے حکومۃ انگریزی میں بسنے والے مالدار مسلمانوں اور والیان ریاست کو دعوت دی جائے۔ اس تجویز کا ذکر کرتا ہوا اخبار "زمیندار" (۱۳ مارچ ۲۵ء) لکھتا ہے:۔

"اگر محرک صاحب کی تجویز پارلیمنٹ میں منظور ہو جائے تو ارباب حکومت برطانیہ کو چاہیئے۔ کہ اس مسجد اور دار العلوم کا انتظام واہتمام مسلمانان ہند کے سپرد کر دیں تاکہ مجلس خلافت اور جمعیۃ العلماء جن لوگوں کو مناسب سمجھے۔ اس مرکز اسلامی کے انتظام کے لئے نامزد کرے۔ اگر برطانوی مدبرین کی نیت نیک ہو گی تو انہیں ہماری تجویز کے منظور کرنے میں تامل نہ ہوگا"۔

مگر سوال یہ ہے کہ اگر "مجلس خلافت" اور "جمعیۃ العلماء" لنڈن میں مسجد اور اسلامی دار العلوم کی ضرورت سمجھتی ہے تو خود کیوں انہیں تعمیر نہیں کراتی۔ اور کیوں اس امر کی منتظر بیٹھی ہے کہ حکومت برطانیہ سرکاری خرچ سے مسجد بنا کر ان کے حوالے کرے۔ اور اگر ضرورت ہی نہیں سمجھتی تو پھر ارباب حکومت برطانیہ اگر اس سے درخواست بھی کریں۔ کہ بنی بنائی مسجد پر آکر قبضہ کر لو تو کیوں یہ دردسری اختیار

اسلام زندہ مذہب ہے یا ہندوازم

آریہ سماج کا دعویٰ بے دلیل

۲۶ فروری کے "آریہ گزٹ" میں لالہ لاجپت رائے صاحب کا "غیر فانی دیانند" کے عنوان کے ماتحت ایک مضمون نکلا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں:-

"ہندوازم ابدی اور ازلی ہے۔ اور اسی لئے ہمیشہ زمانہ کے حالات کے مطابق وقتاً فوقتاً ایسے مہاپرش پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ کہ جو ہندوازم کی سپرٹ اور اس کے اصلی کیرکٹر کو زندہ رکھنے کے لئے اس کو پنر جنم دیتے ہیں۔ اور اسکے تسلسل کو قائم رکھنے کا یتن کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کڑوی باتیں کہتے ہیں۔ سرجن کی مانند چیر پھاڑ کرتے ہیں"

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ سچے مذہب کی یہ ایک بین علامت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہر ضرورت کے زمانہ میں اس کی حفاظت اور نگرانی کے لئے کوئی نہ کوئی مہاپرش پیدا کرتا رہتا ہے۔ تا لوگوں کے دلوں میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہو۔ اور وہ خدا کی باتوں کو صحیح طور پر سمجھیں۔ اور اپنی عملی کمزوریوں کی اصلاح کریں۔ اور یہ بھی صحیح ہے۔ کہ مصلح کو شاخ تراشی بھی کرنی پڑتی ہے۔ اس کی وہ باتیں جو لوگوں کی عادات اور اطوار کے خلاف ہوتی ہیں روحانی مریضوں کو تلخ معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ گذشتہ باتوں کو جانے دو۔ موجودہ زمانہ میں ہندوازم میں ایسا انسان کونسا پیدا ہوا۔ شریمان لالہ لاجپت رائے صاحب کے نزدیک وہ سوامی دیانند ہیں۔ جنہیں وہ "ہندوازم کا پنر جنم داتا" قرار دیتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ:-

"سوامی دیانند نے زمانہ کی ضرورت کو پہچانا اور ہندوازم کو جو موت کی طرف جا رہی تھی۔ پھر زندگی کے رستہ پر ڈال دیا"

حضرت مسیح موعود کا پیش کردہ اصل اور آریہ سماج

اس کے متعلق کچھ عرض کرنے سے قبل ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس زمانہ میں یہ اصل کہ سچے مذہب کی سب سے بڑی علامت خدا تعالےٰ کی طرف سے اس میں ایسے مصلحین کا پیدا ہونا ہے۔ جو اس مذہب کی تجدید کریں۔ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کی ہے۔ اور اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے روحانی مصلح ثابت کر کے ظاہر کیا ہے۔ کہ یہ خصوصیت سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ بلکہ تمام دیگر مذاہب سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ اگر وہ سچے ہیں۔ تو ایسے مسیح پیش کریں جنہیں خدا نے ان مذاہب کی حفاظت اور تائید کے لئے کھڑا کیا ہو۔ مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ اور نہ کسی نے کوئی ایسا شخص پیش کیا۔ جسے خدا کی طرف سے مبعوث ہونے کا دعویٰ ہو۔ مگر اب نہ صرف یہ دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کہ ہندوازم میں وقتاً فوقتاً ایسے مہاپرش پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جو اس کو زندہ رکھتے اور اس کی تجدید کرتے ہیں۔ بلکہ سوامی دیانند جی کو اس زمانہ کا مصلح قرار دیا جاتا ہے۔ گویا وہ پرمیشور کی طرف سے ہندوازم کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔

ہمارے لئے یہ بہت خوشی کی بات ہے۔ کہ آریہ صاحبان نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اصل کو تسلیم کر لیا۔ جو آپ نے ایک سچے مذہب کی خاص علامت کے طور پر پیش کیا تھا۔ یعنی اس میں خدا کی طرف سے مصلحین کا پیدا ہونا۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ دنیا سچے مذہب کے ان اصول کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے پیش کئے۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ وہ ان کے مطابق اپنے مذہب کو ثابت کر سکے یا نہ کر سکے۔ مگر دعویٰ تو کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ ہندوازم کی طرف سے سوامی دیانند جی کے متعلق پیش کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ صرف دعویٰ قابل تسلیم نہیں ہوتا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس پر غور کیا جائے۔

آریہ سماج سے مطالبہ

اس بارے میں سب سے پہلی بات جو سامنے آتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جسے کسی مذہب کا مصلح اور پنر جنم دینے والا مجدد کہا جاتا ہے۔ وہ خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے یا نہیں۔ اگر وہ خدا کی طرف سے اس کام پر نہیں لگایا گیا۔ اور نہ اس کا خدا کی طرف سے ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو پھر اس کا کسی مذہب میں پیدا ہونا اس کی سچائی اور اس کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا ہے۔ نہ اس کی سختی اور تلخی ایک مصلح کی حیثیت سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ مذہب کی حفاظت کی ذمہ داری کا اہل وہی ہو سکتا ہے جس کو خدا تعالےٰ اس کام کے لئے خود منتخب کرے۔ اور اسکی تمام اصلاح خدا تعالےٰ کی ہدایات اور اس کے ایماء کے ماتحت ہو۔ ورنہ کونسا ایسا مذہب ہے۔ جس میں ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی خود بخود مصلح بن کر نہ کھڑا ہو گیا ہو۔ اس لحاظ سے تو ہر ایک مذہب والا اپنے اپنے مذہب کی سچائی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اور اپنے مذہب کے مصلح کی بے جا سختی کو جو اس نے غیر مذاہب کے متعلق کی ہو۔ بجا اور نفسانیت سے پاک کہہ سکتا ہے۔ پس بے شک سچے مذہب کی یہ علامت ہے۔ کہ ضرورت کے وقت اس میں مہاپرش پیدا ہوتے ہیں۔ مگر ان کا وجود اس مذہب کی سچائی کا ثبوت اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ اپنے منجانب اللہ ہونے کا دعوےٰ نہ کریں۔ اور زندہ نشانوں کے ساتھ اپنے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت نہ دیں۔ مگر سوامی دیانند جی کا ہرگز یہ دعویٰ نہ تھا۔ کہ انہیں خدا نے ہندوازم کی تجدید اور اس کی حفاظت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور پرمیشور اپنے کلام کے ذریعہ انہیں ہدایات دیتا ہے۔ پس جب کہ ان کا یہ دعویٰ ہی نہیں ہے۔ تو پھر کسی کا کیا حق ہے۔ کہ انہیں پرمیشور کی طرف سے مصلح بتائے۔ آریہ سماج اگر ان کا اس قسم کا دعویٰ پیش کر سکتی ہے۔ تو کرے۔ یہی ایک ایسا معیار ہے۔ جو کسی مذہب کو تمام مذاہب سے یا کسی فرقہ کو تمام فرقوں سے ممتاز کر سکتا ہے۔ اس لئے آریہ صاحبان بھی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ سوامی جی کو پرمیشور کا بھیجا ہوا مصلح ٹھہرائیں۔ لیکن

اسلام ہی زندہ مذہب ہے

کیا اسلام کے سوا کوئی مذہب ایسا ہے؟ جو اس معیار پر پورا اتر سکے ہرگز نہیں۔ صرف اسلام ہی ہے۔ جس میں حسب وعدہ لیستخلفنہم فی الارض کے ماتحت تعلیم اسلام کی آبیاشی کے لئے ہر زمانہ میں خلیفۃ اللہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور کوئی صدی ایسے وجودوں سے خالی نہیں جاتی۔ چنانچہ اس صدی میں بھی اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے زندہ نشانات کے ساتھ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا۔ جنکے مقابلہ میں آریہ سماج نے بھی خصوصیت کے ساتھ خدا تعالےٰ کی قدرت نمائی کا نشان دیکھا ہے۔ اور جن کے نشان آج تک دنیا دیکھ رہی ہے۔ اور آئندہ نسلیں بھی دیکھتی رہیں گی۔ جس طرح پہلے راستبازوں کے نشانات ان کے بعد بھی پورے ہو ہو کر ان کی صداقت کو قائم رکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے نشانات جہاں ان کے منجانب اللہ ہونیکا ثبوت ہمیشہ دیتے رہینگے وہاں اس وقت اسلام کی صداقت کا بھی بین ثبوت ہیں۔ کیونکہ سوائے اسلام کے کوئی ایسا مذہب نہیں پایا جاتا۔ جس میں کوئی ایسا انسان پیدا ہوا ہو۔ جسے خدا کی طرف سے دنیا کا مصلح ہونے کا دعویٰ ہو۔ جو خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتا ہو۔ اور خدا تعالےٰ کی قدرت نمائی کے نشانات دکھلا کر اپنے مذہب کی صداقت پر چھوڑ گیا ہو۔ پس جو مذاہب اپنے پیروؤں میں سے کسی کو محبت الٰہی کے اس مقام پر نہیں پہنچا سکتے۔ کہ خدا تعالےٰ اس سے ہمکلام ہو کر اپنی خوشنودی کا اس پر زبردست نشانات کے ساتھ اظہار کرے اور اسے مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے منتخب کرے تو وہ مذاہب اپنی موجودہ حالت کے لحاظ سے خدا تعالےٰ کی طرف منسوب نہیں کئے جا سکتے۔ اور صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے۔ جس میں ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے۔ اور پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور یہ اس کے زندہ مذہب ہونے کا عظیم الشان ثبوت ہے۔ اس کے مقابلہ میں اور کوئی ایسا مذہب نہیں ہے۔ جسے یہ فضیلت حاصل ہو۔ اور کسی کے صرف دعویٰ کرنے سے کوئی مذہب اس فضیلت کو حاصل نہیں کر سکتا۔

جلسہ سالانہ ۱۹۲۴ء کے متعلق چند کوائف

جلسہ سالانہ ۱۹۲۴ء خدا کے فضل وکرم سے آیا۔ اور خیر وعافیت کے ساتھ گذر گیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اس جلسہ پر جس قدر مہمانوں کی آمد کی کثرت تھی۔ اتنی کسی گذشتہ جلسہ پر نہیں ہوئی۔ اس جلسہ کی تیاری کما حقہٗ نہیں ہوسکی تھی۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ولایت تشریف لے جانے کی وجہ سے یقینی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ کہ اس دفعہ ایام کرسمس میں جلسہ بھی ہوگا یا نہ لیکن نومبر میں حضرت صاحب کا ولایت سے تار آیا۔ کہ اس دفعہ بھی مقررہ تاریخوں میں جلسہ ہوگا۔ تب تیاری شروع کی گئی۔ صدر انجمن احمدیہ نے افسر جلسہ کو جماعتوں اور احباب سے اجناس لینے کا ارشاد فرمایا جس پر افسر جلسہ نے گھی۔ دیگیں۔ اور بعض دیگر اشیاء کی تحریک کی۔ اور خدا کا فضل ہے۔ کہ اس نے احباب کے دلوں کو کھول دیا۔ اور میری تحریک پر میری امید سے بڑھ کر احباب نے لبیک کہی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اس دفعہ جو اجناس وصول کی گئیں۔ ان کی ایک مطبوعہ رسید بھی دی گئی۔ جس میں وزن تعداد وغیرہ وغیرہ کا اندراج کیا گیا۔ میں تمام ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے اس جلسہ کے لئے اجناس کے ذریعہ امداد کی ہے۔ اور ذیل میں ایک مکمل فہرست شائع کرتا ہوں۔ ان تمام اشیاء کی جو کہ احباب نے اس جلسہ کے لئے عنایت فرمائیں۔ اجناس کے متعلق ایک بات یہ بھی بیان کردینی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ہر جماعت کا ناظر بیت المال نے آمد کا ایک بجٹ بنایا ہوتا ہے۔ اس بجٹ میں ایک رقم جلسہ سالانہ کی بھی ہوتی ہے۔ جو انجمنیں گھی یا اور اجناس دے چکی ہوتی ہیں۔ اگر ان سے نقدی کی امداد جلسہ کے لئے نہیں آتی۔ اور ناظر صاحب بیت المال تقاضا کرتے ہیں۔ کہ آپ کی انجمن نے جلسہ کے لئے کوئی امداد نہیں کی۔ تو وہ انجمنیں حیران ہو جاتی ہیں۔ کہ ہم تو اس قدر گھی یا فلاں جنس دے چکے ہیں۔ مگر ہمیں کہا جاتا ہے۔ کہ تم نے ایک پیسہ بھی جلسہ کے لئے نہیں دیا۔ مگر یہ غلط فہمی ہوتی ہے۔ ناظر صاحب بیت المال کا کام نقد روپیہ کی تحریک ہے۔ اور افسر جلسہ کا کام اجناس وصول کرنا ہے۔ پس ناظر صاحب بیت المال کا یہ کہنا کہ آپ کی انجمن نے جلسہ کی امداد نہیں کی۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ بصورت نقد آپ کی انجمن نے کوئی روپیہ نہیں بھیجا۔ اب ایسی انجمنوں کو چاہیئے۔ کہ اگر وہ وسعت رکھتی ہیں۔ کہ علاوہ اجناس دینے کے نقد چندہ بھی مطابق بجٹ ناظر صاحب بیت المال دے دیں۔ تو بہتر ہے۔ کہ وہ دیں۔ دوہرا ثواب ہوگا۔ لیکن اگر وہ اجناس دینے کے بعد نقد چندہ جلسہ کے لئے نہ دے سکیں۔ تو وہ ناظر صاحب بیت المال کے مطالبہ کے جواب میں لکھ دیں۔ کہ ہم جلسہ کی امداد بصورت فلاں جنس دے چکے ہیں۔ ہم اس کے علاوہ نقدی نہیں دے سکتے۔ اور اس جنس کی رسید کے نمبر سے ان کو مطلع کر دیا کریں۔ جو رسید کہ اس جنس کی وہ دفتر جلسہ سالانہ سے لے چکے ہوں۔ اور یہ خیال کہ ہماری آمد میں وہ جنس درج کی جاوے۔ یہ اصول محاسبہ کی رو سے غلط ہے جنس نقد کی میزان میں نہیں آسکتی۔ بات تو ایک ہی ہے۔ نقد کا اعلان ناظر بیت المال کریں گے۔ اور اجناس کا دفتر جلسہ اعلان کرے گا۔ اب میں ذیل میں اشیاء کی فہرست درج کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں۔ کہ جس صاحب یا انجمن کو ان کی دی ہوئی چیز کی رسید نہ ملی ہو۔ وہ ہمیں ایک کارڈ کے ذریعہ اطلاع دیں۔ تا کہ ان کو رسید بھیج دی جاوے۔ یہاں میں صرف روغن زرد کی امداد کی فہرست لکھتا ہوں۔ پھر کسی پرچہ میں اور چیزوں کی لکھی جائے گی۔ والسلام؛

سید محمد اسحاق افسر جلسہ سالانہ - قادیان

فہرست امداد روغن زرد

نمبر	نام معطی یا انجمن	مقدار	[illegible]
۱	میاں میراں بخش صاحب وجماعت تیخ پور ضلع گجرات	دو کنستر	۱۱ع
۲	جھوکہ۔ تحصیل خوشاب	ایک کنستر	۳۴ع
۳	چوہدری نورالدین صاحب وجماعت چک ۷ منٹگمری	۲ کنستر	۳۵ع
۴	جماعت چک ۳۰ منٹگمری	ایک کنستر	۳۶ع
۵	جماعت کریام ضلع جالندھر	"	۳۷ع
۶	گوکھووال ۲۷۶	ایک کنستر	۴۳ع
۷	سٹروعہ ضلع ہوشیارپور	"	۹۶ع
۸	عنایت اللہ صاحب بھلولپور ضلع سیالکوٹ	"	۹۷ع
۹	صدر گوگیرہ	۱۶ ثار پختہ	۸۴ع
۱۰	دولمیال	۱۵ ثار پختہ	۹۳ع
۱۱	کریانوالہ ضلع گجرات	۱۸ ۱۴/۱۶ ثار مع وزن ٹین	۹۸ع
۱۲	چک ۹۹ شمالی سرگودھا	ایک کنستر	۹۹ع
۱۳	جماعت چھور ۱۱۷	۱۸ ثار پختہ	۷۲ع
۱۴	شہر سرگودھا	۱۸ ۱۴/۱۶ ثار	۸۱ع
۱۵	گونیکی	۱۷ ۱/۴ ثار	۷۹ع
۱۶	لکھناں والی سید عادل شاہ صاحب	ایک کنستر	۸۰ع
۱۷	جماعت مانگٹ اونچے	پندرہ ثار	۴۳ع
۱۸	قاضی کوٹ	۱۲ ۱/۲ ثار	۶۲ع
۱۹	داتہ ضلع ہزارہ	ایک کنستر	۶۳ع
۲۰	جماعت پنڈی چیری	۱۷ ثار	۶۴ع
۲۱	کاٹھ گڑھ	۱۰ ثار	۶۵ع
۲۲	دھیر کے کلاں	۱۷ ثار	۶۷ع
۲۳	اورا - ضلع سیالکوٹ	۱۰ ثار	۶۸ع
۲۴	چوہدری عبدالمالک صاحب نائب تحصیلدار	مع وزن پیپہ ۱۹ ثار	۷۰ع
۲۵	جماعت کھاریاں	۱۷ ۱/۴ ثار مع ٹین	۷۱ع
۲۶	چک ۱۰۲ چوہدری مرزا خاں صاحب	ایک کنستر	۷۳ع
۲۷	محمود پور ضلع منٹگمری	۱۷ ۳/۴ ثار مع وزن ٹین	۷۴ع
۲۸	چندر کے منگولہ	۱۸ ثار مع ٹین	۷۷ع
۲۹	چانگریاں	۱۸ ثار مع ٹین	۸۳ع
۳۰	بھینی۔ شرق پور	ایک کنستر	۸۵ع
۳۱	چک ۳۷ جنوبی	۱۸ ثار	۸۶ع
۳۲	کتھووالی چک ۳۱۲	۱۸ ثار مع پیپہ	۸۷ع
۳۳	چوہدری خواجہ احمد صاحب	۱۸ ثار	۹۰ع
۳۴	چوہدری غلام حسن صاحب علی آباد جھنگ	۱۵ ۱/۴ ثار	۹۱ع
۳۵	راجوری ریاست جموں	۱۶ ثار پختہ	۹۲ع
۳۶	گوکھووال ۱۲۱	۱۸ ثار	۱۰۳ع
۳۷	رنمل ضلع گجرات	ایک کنستر	۱۰۴ع
۳۸	اکال گڈھ	ایک کنستر	۱۰۵ع
۳۹	جماعت چک ۴۹ جنوبی شیر محمد صاحب سیکرٹری	ایک کنستر	۱۰۹ع

جماعت احمدیہ کے جوشِ ایمان کا اثر

میرے دوست مولوی محمد سلیمان مدرس سرانوالی کے نام اخبار الفضل آتا ہے۔ اور وہ مجھے مطالعہ کے لئے دیتے رہتے ہیں۔ کچھ ان کی صحبت اور کچھ اخبار کے مطالعہ نے میرے دل میں نقش کر دیا ہے۔ کہ اس وقت اگر کوئی فرقہ بھی اسلامی خدمت کرنے والا ہے۔ تو احمدی جماعت ہے۔ میں گو اس وقت تک احمدی نہیں ہوں۔ مگر احمدیوں کی کابل میں متواتر سنگساری اور ان کا جوش ایمان دیکھکر بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند کریم مجھے راہ راست جلدی دکھلائے۔ اور ثواب کے طور پر ایک چھوٹی سی رقم یعنی مبلغ صہ روپیہ لاکھ والی تحریک میں جمع کرنے کا اقرار کرتا ہوں۔ یہ رقم میں انجمن احمدیہ دھرم کوٹ ضلع فیروزپور کے پاس جمع کردوں گا۔ نیز میں چاہتا تھا۔ کہ سالم تنخواہ ہی دوں۔ مگر فی الحال یہی منظور فرمادیں۔ والسلام۔

کرم الٰہی سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول سرانواں ضلع فیروزپور

اشتہارات

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

آئندہ ایسٹر کی تعطیلات کے لئے ۸؍ اپریل سے ۱۳؍ اپریل تک (دونوں تاریخیں شامل ہیں) نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سٹیشنوں پر یہ رعایت دی جاتی ہے۔ کہ واپسی کے اوّل اور دوسرے درجے کے ٹکٹوں کا کرایہ ۱⅓ اور انٹر کا ۸ پائی فی میل کے حساب سو میل سے دور فاصلہ پر لیا جائیگا۔ ان ٹکٹوں سے ۲۰؍ اپریل تک فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

دی ایچ بوتھ فار ایجنٹ ایجنٹ آفس لاہور ۲؍ مارچ ۱۹۲۵ء

جرمن سائنس کے کرشمے

اعضا اور دماغ کا حیرت انگیز علاج نیورالیستھین موتی کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے

نیورالیستھین کے متعلق آپ الفضل میں بہت کچھ پڑھ چکے ہیں۔ اب چند معززین احباب کے سرٹیفکٹ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ جن سے آپ کو اندازہ ہو جائیگا۔ کہ کس پایہ کی یہ غذا ہے۔ بشرطیکہ باقاعدگی کے ساتھ اس کا استعمال کیا جائے۔

خانزادہ گل محمد خانصاحب آف زیدہ ضلع پشاور

تحریر فرماتے ہیں۔ برائے مہربانی تین عدد بوتل نیورالیستھین موتی ارسال فرما دیں۔ میں نے ان موتیوں کو حیرت انگیز خوبیوں پر مشتمل پایا۔ یہ موتی ہر قسم کی ضائع شدہ طاقتوں کے لئے (محض خدا تعالےٰ کے فضل سے) اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ میں نے دماغی کوفت کو دور کرنے کے لئے ان کا استعمال کیا۔ اور بہت مفید پایا۔ انہوں نے میرے اعصاب کو اس قدر مضبوط کر دیا۔ کہ اب میں کسی کام میں تھکان محسوس نہیں کرتا جبکہ مجھے کئی کئی گھنٹے متواتر کام کرنا پڑتا ہے۔ میرے سر کے بال گرنے لگے تھے۔ اس کے استعمال سے گرنے بند ہو گئے۔ میرا معدہ درست ہو گیا۔ اور دائمی قبض جاتی رہی۔ میں دیانت داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہر ایک وہ آدمی جو ناامیدی کی حد کو پہنچ گیا ہو۔ ان کے مؤثر ہونے پر یقین رکھ سکتا ہے۔

ایچ بی ڈی سالٹ

یہ نمک سات صحت افزا بوٹیوں سے کیمیاوی طور سے لیا گیا ہے۔ اس کا استعمال امراض معدہ کے لئے خدا تعالےٰ کے فضل سے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اور قبض۔ دست۔ پیچش۔ بخار۔ نزلہ۔ سردرد۔ سستی۔ خون کی خرابی۔ بدہضمی۔ جگر کی خرابی۔ متلی۔ قے۔ جوڑوں کے درد کے لئے مفید ہے۔ صبح کے وقت نہار اس کا استعمال انسان کے چہرہ کو سرخ کر دیتا ہے۔ یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں اس کا استعمال کرایا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲؍

نوسکس ایوا سکس

یہ دونوں غدودوں کے اندرونی رشحات سے تیار کی گئی ہیں اس لئے بہت سی بیماریوں کا قدرتی علاج ہے۔ نوسکس مردوں کے لئے ایوا سکس عورتوں کے لئے ہے۔ اس کا استعمال انسان کی قوت نامیہ کو بڑھاتا ہے۔ اس کی طاقت کو قائم رکھتا ہے۔ اور اس کے حواس کو مضبوط کرتا ہے۔ اسے صحت اور زندگی کا لطف اٹھانے کی طاقت بخشتا ہے۔ اور تمام قسم کی کمزوریوں کا قدرتی علاج ہے۔ اوّل الذکر قوت مردمی کا حیرت انگیز علاج ہے مراق کو نفع بخشتا ہے۔ اور مؤخر الذکر عورتوں کی مخصوص بیماریوں پر نہایت مفید ہے۔ مثلاً اولاد نہ ہونا۔ قوت نسوانی کی کمی یا زیادتی اختناق الرحم۔ حیض کا کم یا زیادہ آنا۔ اس کے استعمال سے چہرہ پر جوانی کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ نوسکس ۵؍ ایوا سکس ۵؍

آسی کلسین نمبر ۱

یہ مرض اٹھرا کا عجیب و غریب علاج ہے۔ ان عورتوں کے لئے مفید ہے۔ جو حمل کے دنوں میں بیمار ہو جاتی ہیں۔ یا جن کے بچے کمزور پیدا ہوتے ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ ۱۲؍

آسی کلسین نمبر ۲

یہ ان بچوں کے لئے مفید ہے۔ جو بیمار رہتے ہوں یا جن کے بھائی بہن بچپن میں ہی مر جاتے ہوں۔ اس کے استعمال سے ہڈیاں مضبوط ہو جاتی ہیں۔ بچہ کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے دانت آسانی کے ساتھ نکالتا ہے۔ معدہ درست رہتا ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۱۲؍

سوکو بیکٹ

ہر قسم کی کھانسی کا لاثانی علاج ہے۔ اس کے استعمال سے کھانسی رک جاتی ہے۔

قیمت فی ڈبیہ ۲؍

ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی قادیان پنجاب

اپنی پیاری آنکھوں کی حفاظت کرو

اگر آپ کی پیاری آنکھوں میں کوئی بیماری کی شکایت ہے یا آئندہ آپ اپنی عزیز آنکھوں کو بیماری سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو آپ فوراً رجسٹرڈ موتی سرمہ کا استعمال شروع کر دیجیے۔ جو جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اگر خدانخواستہ فائدہ نہ ہو۔ تو بلا تامل اپنی قیمت واپس وصول کیجیے۔ ایک تولہ موتی سرمہ کی قیمت ۱۲؍ محصولڈاک علاوہ۔

صرف تین روز کے استعمال سے حیرت انگیز فائدہ۔ کثرت شہادتوں میں سے ایک تازہ شہادت ملاحظہ ہو۔ جناب عبد الغنی صاحب احمدی شیڈ اوورسیر بالاوالی ضلع بجنور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا سرمہ موصول ہوا۔ ایک مریضہ پر استعمال کیا۔ لیکن اس کے اثر کو محسوس کر کے اس نے فوراً ایک تولہ سرمہ کا آرڈر دینے کے لئے کہا۔ لہٰذا ایک تولہ سرمہ اور جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ ملنے کا پتہ

مینیجر کارخانہ موتی کا سرمہ رجسٹرڈ۔ نور بلڈنگ قادیان

تریاق چشم (رجسٹرڈ)

کی تازہ شہادت

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واجب التعظیم بزرگ کی قلم سے

میں نے عزیز حاکم بیگ صاحب کا تیار کردہ سرمہ تریاق چشم لگروں میں استعمال کیا ہے۔ اور بہت مفید پایا ہے۔

خاکسار (چوہدری) فتح محمد سیال ایم اے (مبلغ لنڈن مشن احمدیہ) ناظر صیغہ دعوت و تبلیغ قادیان۔ دارالامان (ضلع گورداسپور)

قیمت تریاق چشم فی تولہ (۱۲) اور محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

المشتہر

خاکسار حاکم بیگ احمدی۔ موجد تریاق چشم

(رجسٹرڈ) گڑھی شاہدولہ صاحب گوجرات (پنجاب)

ممالک غیر کی خبریں

—— حکومت ایران نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس سال روانگی جہاز کے لئے پروانہ راہداری جاری نہ کیا جائے۔

—— جہاز بیچی لینڈ جو دنیا بھر ، آٹھویں درجے کا بڑا جہاز ہے اس پر ساڑھے تین سو امریکن سیاحوں نے جنہیں بعض لکھ پتی بھی ہیں دنیا کے گرد سفر شروع کیا ہے ان میں سے کلکتہ پہنچ کر ڈیڑھ سو سیاح اتر گئے۔ جو بمبئی سے پھر سوار ہو جائیں گے۔

—— جو لوگ جدہ سے بھاگ کر ہندوستان آئے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نجد کے عساکر جدہ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ اور دونوں فوجیں ایک دوسرے پر گولہ باری کرتی رہتی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مشادہ اور قنفذہ سے بہت سا سامان رسد مکہ معظمہ پہنچ رہا ہے۔

—— قسطنطنیہ ۳ مارچ شب گذشتہ حکومت کے مستعفی ہونے سے قبل مجلس ملیہ کے اجلاس میں بہت گرم مباحثہ ہوا "الفتق فرقہ سی" کے ایک خفیہ اجلاس میں انتہا پسند عنصر نے حکومت کی حکمت عملی پر بہت کچھ لے دے کی۔ اور مطالبہ کیا۔ کہ تمام رجعت پسندوں کے خلاف سخت تدابیر اختیار کی جائیں۔ بالآخر انتہا پسندوں کی تحریک کثرت رائے سے پاس ہوئی۔ فتحی بے صدر جلسہ وزراء نے فوراً استعفا داخل کر دیا۔

—— حکومت برطانیہ کا ایک سفیر قسطنطنیہ میں رہا کرے گا۔ اور خیال ہے۔ کہ سفارت خانہ کا ایک نمائندہ انگورہ میں بھی رہا کریگا۔

—— اخبار خلافت کا شیرازی نامہ نگار اطلاع دیتا ہے۔ کہ شاہ ایران باوجود یورپ سے اپنی واپسی کا اعلان کرنے کے ابھی تک یورپ ہی میں مقیم ہے۔ اس لئے یہاں کے سرکاری حلقوں میں یہ بات گشت لگا رہی ہے۔ کہ عنقریب سپہ سالار افواج ایران ایک ضروری اعلان شائع کرنے والے ہیں۔ جس سے حکومت کا نظام بالکل بدل جائیگا۔ اور شبہ کیا جاتا ہے۔ کہ حامیان شاہ بھی اب اس سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔

—— قسطنطنیہ ۸ مارچ مصطفٰی کمال پاشا نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ حکومت نے یہ عزم کر لیا ہے۔ کہ وہ جدید اختیارات کو پورے طور پر استعمال میں لائے۔ اور وہ اخبارات جو جمہوریت انقرہ کے خلاف خطرناک اور زہریلے مضامین لکھ رہے ہیں۔ ان کو سخت اور عبرتناک سزائیں دے۔

—— انقرہ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ کرد باغیوں نے کاوی کیجی کے مقام پر جو دیار بکر سے ۵ میل کے فاصلہ پر ہے قبضہ کر لیا۔

—— لنڈن ۱۰ مارچ۔ قسطنطنیہ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ دیار بکر کے نزدیک ایک زبردست جنگ ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ باغیوں کو سخت نقصان اٹھا کر پسپا ہونا پڑا۔

—— لنڈن ۷ مارچ۔ ایک مقتدر کرد مسمی زیدی نے جو کہ قسطنطنیہ میں کسی اخبار کا ایڈیٹر بھی رہ چکا ہے۔ بیان کیا۔ کہ عنقریب کرد کمالیت کو تباہ و برباد کر دینگے۔ اس نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ کردوں کی بغاوت کی نسبت جو عام یقین ہے۔ وہ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ اور یہ بغاوت صرف مذہبی بنا پر ہی نہیں۔ بلکہ ارض روم۔ درن۔ بطلیس۔ خربوت اور ربسو اس کے ۲۵ لاکھ کردوں کا نہ دبایا جانے والا قومی احساس اس کی پشت پر ہے۔ اس کا بیان ہے۔ کہ یہ کرد عمدہ طور پر مسلح اور منتظم ہیں۔

ہندوستان کی خبریں

—— ایک قانون پاس ہوا ہے۔ جس کے رو سے ہندوستانی حاجیوں کے لئے واپسی کا کرایہ جمع کرا دینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

—— پنڈت مالویہ جی کو اکالی قیدیوں پر سختی کئے جانے کی تحقیقات کے لئے نابھہ جانے کی گورنمنٹ کی طرف سے اجازت نہیں دی گئی۔

—— ایک ڈگری کے روپے ادا نہ کرنے کے باعث لالہ شام لال اڈیٹر کیسری کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے ہیں۔

—— آریہ سماج انارکلی نے متوسط درجہ اور غریب لوگوں کے لئے سستے آٹے کی دوکانیں کھول دی ہیں۔

—— سر سریندر ناتھ بینر جی نے وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری کے نام مندرجہ ذیل تار ارسال کیا ہے۔ انڈین ایسوسی ایشن مطالبہ کرتی ہے۔ کہ ہز ایکسیلنسی لارڈ لٹن کے وائسرائے بن جانے کی صورت میں آنریبل سر عبدالرحیم سینئر ممبر اور نائب صدر ایجیکٹیو کونسل بنگال کے گورنر بنائے جاویں۔ اس سے پیشتر بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ اگر حکومت نے سر عبدالرحیم کو گورنر نہ بنایا۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ ہندوستانیوں کے حقوق زائل کئے جا رہے ہیں۔

—— معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ پنڈت مدن موہن مالویہ اسمبلی میں یہ ریزولیوشن پیش کرنے والے ہیں۔ کہ سردار کھڑک سنگھ سابق پریذیڈنٹ شرومنی کمیٹی کی مشروط رہائی کے متعلق جو ریزولیوشن اسمبلی نے واپس کیا تھا۔ اس پر عمل درآمد کرایا جاوے۔

—— باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سردار بہادر سندر سنگھ کے ریٹائر ہونے پر سر میاں فضل حسین ایگزیکٹو کونسل کے ممبر بنائے جائیں گے۔ تاحال میاں صاحب کے قائمقام کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

—— لاہور ۱۰ مارچ۔ نواب سر ذوالفقار علی خانصاحب کے انتقال کے بعد ان کی جائداد کی اشاعت کے متعلق جو جھگڑا ان کے بیٹے سردار نثار علی خان صاحب اور بھائی خان بہادر سردار محمد علی خان صاحب کے مابین ..... کے درمیان چلا آتا تھا۔ اس کا فیصلہ ڈپٹی کمشنر نے سنا دیا۔ جو سردار محمد علی خانصاحب کے حق میں ہے۔

—— لاہور ۱۱ مارچ۔ آج صبح ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب نے شاہدرہ میں دیا سلائی کے کارخانہ کے کھولے جانے کی افتتاحی رسم ادا کی۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ بھی اس رسم کی ادائیگی کے وقت موجود تھے۔ سر دیا کشن کول نے کہا۔ کہ میں نے اپنا لڑکا دیا سلائی کے کارخانہ کے متعلق تعلیم حاصل کرنے کے لئے ولایت بھیجا۔ اور مہاراجہ صاحب نے اس معاملہ میں میری بہت مدد کی۔ ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر نے اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا۔ کہ سر دیا کشن کول نے ملک کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس کے بعد ہز ایکسیلنسی نے مشینوں وغیرہ کا معائنہ کیا۔

—— نابھہ ۹ مارچ نابھہ جیل میں ۷ ہزار سے زائد اکالی تھے۔ جو سات جتھوں کے ہمراہ آئے تھے۔ ان میں سے ۳ ہزار سے زائد نے معافیاں مانگ لی ہیں۔ جن کو معاف کر دیا گیا ہے۔ اور وہ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ تیس فی صدی اکالی فی روز کے حساب سے اپنی مرضی سے اپنے جتھوں کو چھوڑ رہے ہیں۔ ان میں سے زیادہ سے زیادہ ایک فی صدی امرتسر واپس آ کر اصلاح پذیرفتہ شہریوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اکالی قیدی معافی مانگنے کے لئے مختلف طریقے عمل میں لاتے ہیں۔ کبھی کبھی بھاری چیز کے ساتھ معافی نامہ باندھ کر داروغہ وغیرہ کی طرف پھینک دیتے ہیں۔ اور ایسا اس لئے کرتے ہیں۔ تا دوسرے قیدیوں کو پتہ نہ لگے۔ جو پتہ لگنے پر ان کو مارتے اور ملامت کرتے ہیں۔ جس اکالی نے معافی مانگنی ہو۔ وہ اعلیٰ عدالتی افسر کے سامنے پیش ہو کر اپنا بیان قلمبند کراتا ہے اور اپنے بدن کا معائنہ کرا کے اپنے آپ کو یقین دلاتا ہے۔ کہ اس پر کوئی جبر نہیں کیا گیا۔

—— اخبار سوراجیہ کے ایڈیٹر لالہ شمبھو ناتھ چوپڑہ کے خلاف لفٹنٹ راؤ بہادر راؤ بیر سنگھ او۔ بی۔ ای رئیس و آنریری مجسٹریٹ ریواڑی کی طرف سے ہتک عزت کا جو مقدمہ گوڑگانواں کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں چل رہا تھا۔ سنا گیا ہے کہ اس کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ جس میں ایک سال قید اور اڑہائی سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی ہے۔

—— صوبہ سرحدی کی پولیس میں ہندوؤں اور سکھوں کی بھرتی شروع ہو گئی ہے۔ اور قریباً ایک سو ہندو اور سکھ بھرتی ہو چکے ہیں جن میں سے آدھے کوہاٹ بھیج دیئے گئے ہیں۔ اور باقی پشاور لائن میں